

+ ریسے عمل کے لیے مطالعہ کی ضرورت و اہمیت

Knowledge and teaching, both play an important and basic role in the development and building of a nation. There is a great need that knowledge should be increased according to new horizon of life and society's need. Specially, for teaching purpose, its demand is most important. Increasing knowledge means, increasing fertility and inner abilities of new minds and their characters. Our religious world and historical facts are also a great and bright example in this regard. So the importance of topic is that knowledge power and teaching process goes side by side.

*۔ بلجی علم کے لغوی معنی ”جاننا“ ہیں۔ تجربے کی C دہ حاصل کردہ صلاحیت A، کسی شخص کی علمی استعداد، A تہی عملی طور پر موضوع پر بن کو سمجھنا۔ علم کا اطلاق ریس پر ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر ریس موثر نہیں ہوگی۔ منطقی اور تصوراتی خیالات کے لیے Wonn اور Holzner نے درج ذیل حالتیں بتائی ہیں:

- A م میں علم
- منطقی علم

یہ طر i کا ریس کے لیے علم کے کردار کی تجزیاتی صورت حال کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تحقیق کے لیے گہرا مطالعہ، وسیع تعلیمی مقاصد کو سامنے رکھنا، معاشیات کا شعور، اور حقائق۔۔۔ پہنچنا ہی اصل کام ہے۔ A علم مکمل ہے تو استاد حقائق پر روشنی ڈالنے کے لائق نہ ہوگا۔ علم کا وجود سیکھنے والوں کو متاثر کرتا ہے۔ ان کی ذہنی اور فکری صلاحیتوں کو اجاگر کرتا ہے۔ گوروچ (Gurvith) کے مطابق علم کے متعلق مسلسل کوشش معاشرتی سطح پر مختلف + از سے منقسم ہوتی ہے۔ مثلاً اعلیٰ رفاہی مہارت کے لیے

- ۱۔ تخلیق علم
- ۲۔ علم کو M دینا (مثلاً » ب کی M وغیرہ)
- ۳۔ علم کے سرمائے کو زمانی اعتبار سے تقسیم کیے بغیر جمع کرنا
- ۴۔ علم کا استعمال

چوہ علم کے لغوی معنی واقف ہونا، جاننا، سمجھنا اور یقین۔۔۔ پہنچنا ہے۔ تحصیل علم کی اسلام میں بے پناہ اہمیت ہے۔ اس سے کچھ ہی۔ تنا گڑبگ کی گئی ہے۔ واقف ہونا ہے۔ تعلیم ہمیں سکھاتی ہے کہ K ن اپنے لیے، ملک کے لیے اور اللہ کی کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ & سے پہلی وحی کا * بھی * ہے کہ: اے رگ و رت کے دیہ علم کی اہمیت بے پناہ ہے۔ اسی کی تلقین کے ساتھ مقصد کی کے درکھولے گئے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ

”جمہ: اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما۔

فرما دیجئے کہ * عالم اور جاہل دونوں۔۔۔ ہو h ہیں؟ یقیناً خالق کائنات اپنی مخلوق کی سائنس، نفسیات اور ضروریات سے & سے زیادہ واقف ہے اور قرآن چپک کا موضوع K ن اور M ہے۔ K ن کی فلاح کے لیے وحی کے سلسلے کا نقطہ عروج رسول پختہ ہوا۔

ارشاد الہی ﷺ ہے:

”جمہ: اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ کرے“ ہے۔ اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے۔ اللہ کہتا ہے۔ میں علم تقسیم کرتا ہوں۔ موت کے بعد & کچھ فنا ہو جاتا ہے۔ 1 تین نیک عمل جاری رہتے ہیں۔

۱۔ صدقہ جاریہ

۲۔ علم، جس سے استفادہ کیا جائے

۳۔ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے

اسلامی تعلیمی ماحول میں اسلامی طرز فکر اور عمل کے حوالے سے ریس کونسی دی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اسلام میں ”ریسی عمل“ کوئی بے حس، جامد اور سا نہیں ہے۔ بلکہ ریس ایسا عمل ہے جس کے ذریعے سے معاشرے کے مجموعی رویے اور عادات و اطوار میں ایسی تبدیلی لائی جائے جو اسلام کے مطلوبہ معیار کی حامل ہو۔ یہ صرف حکمت ریس ہے۔ Teaching methodology نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایسی حکمت کا نام ہے۔ جس سے ریس عمل ایسا مثبت، فعال اور نئی طرز فکر و عمل کا حامل بنے۔ ریس عمل میں & سے اعلیٰ مقام استاد کو حاصل ہے۔ ایسا مقدس درجہ فائز ہستی اور۔۔۔ استاد کا مطالعہ اپنی روشن روایت سے ہوا اور۔۔۔ لے حالات کے تناظر میں نئی فکری جہتوں سے ہمکنار نہیں ہوگا۔ ریس عمل اپنی افادیت اور۔۔۔ ت سے کبھی بھی ہمکنار نہیں ہو سکے گا۔ اس ضمن میں »بخواہ کتنا ہی بہترین ہو استاد کی وسعت مطالعہ اور۔۔۔ لے وقت کی ضرورت کا پیش آ رہنا ہی معتبر ہوگا۔

اس ضمن میں یقین اور ایمان غیب کے عناصر بہت اہم ہیں۔ اس پہلو کو ریس عمل کے حوالے سے دیکھا جائے تو وہ یہ ہے کہ پڑھنے اور پڑھانے والوں کو اس سے ریس عمل بہ یقین کامل ہو جس میں کچھ داری اور فرض شناسی دی امر ہے۔ اسلام سے قبل عرب میں جہاں تھی۔ لیکن اسلام کی آمد سے ہر گھر تفسیر وحدی کا دارالعلم بن گیا۔ لوگوں کے فرائض میں ٹھہرا کہ

تعلیم و تبلیغ کی جانے جی رجوع کرتے ہیں۔ بلکہ حقائق و شواہد بتاتے ہیں۔ کہ دورانِ سفر بھی پڑھنے لکھنے کا سامان ہمراہ رہتا تھا۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ

عہد رسا { میں بھی حضورؐ کے درس و تدریس کا عمل جاری و ساری رہتا تھا۔ عرب کے قبائل مختلف جماعتوں کی صورت میں آپ کے پاس آتے اور وہی گفت و شنید سے کئی علوم و مسائل پر بحث ہوتی تھی۔ دینی مبلغ مختلف علاقوں میں بھیجے جاتے تھے۔ جہاں۔۔۔ عہد رسا { میں درس و تدریس کا تعلق ہے تو اس کے مختلف طریقے تھے۔

* ہر سے آنے والے وفد کچھ عرصہ: مدت اقدس میں رہ کر فقہ کے ضروری مسائل سیکھ لیتے اور واپس اپنے قبائل میں جا کر ان کی تبلیغ کرتے۔ روایہ { ہے کہ اسی طرح: # مالک بن حویش نے روانگی کا ارادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ”جہ: # واپس اپنے خاندان میں جاؤ گے تو انہیں بھی یہ دینی مسائل سکھائیں اور جس طرح تم نے مجھ سے سیکھا ہے اسی طرح انہیں بھی سکھائیے۔“

اسلام نے چونکہ علم کو کسی بھی طبقے کی میراث قرار نہیں دیا۔ ہر فرد اپنی محنت اور کوشش سے اسے حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی عالموں کی قدردانی، عزت مقام، احترام اپنی جگہ لازم ہے۔ درس و تدریس کے حوالے سے دین سے دینہ غور و فکر کرتے۔ بھی مطالعہ کے عمل کو فروغ دینا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اصحابِ صفہ کی درسگاہ کی اس ضمن میں: دینی اہمیت ہے۔ مدینہ میں لوگ مستقل: دہو کر بھی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مسجد نبویؐ کا جن علمی درسگاہ تھی۔ دینہ: وہ لوگ جو دینی معاشات سے آزاد اور بے تعلق تھے۔ یہاں حصولِ علم میں مشغول رہتے۔ اس میں حصولِ علم کے دو حلقے بنے ہوئے تھے۔

۱۔ حلقہ ذکر

۲۔ حلقہ درس

حضورؐ خود بھی ان حلقوں میں رونق افروز ہوتے تھے۔ جہاں۔۔۔ خلافت راشدہ کا حصول و اشاعتِ علم کا تعلق ہے۔ اس میں علم کے نئے نئے بزم قائم ہوئے۔ معلمین کو اس ضمن میں سرکاری سرپرستی دی جاتی تھی۔ بچوں اور بڑوں دونوں کی تعلیم و یکساں زور دیا جاتا۔ اور معلم کے لیے مطالعہ کرتے رہنے کو بہت اہمیت دی جاتی تھی۔

خلافت راشدہ کے بعد حضرت امیر معاویہؓ اشاعتِ علم میں اہمیت پر پور نہیں اٹھ سکے۔ کتب خانہ بھی ان کی سرپرستی میں قائم ہوا۔ نسخہ: کتب بھی مرہ: فرما دیے۔ علم کی ترقی و سرپرستی میں عباسی دور کی: دینی اہمیت ہے۔ علم کی ہر شاخ میں خواہ اس کا تعلق دین سے تھا یا دنیوی سے۔ یکساں طور پر اسے آگے بڑھایا گیا۔ بغداد علم و فضل کا گہوارہ تھا۔ درس و تدریس کی نئی نئی روشیں گامیوں منظر عام پر آ رہی تھیں۔

اسلام کے: دینہ: حقیقی علم محض معاش کے مسائل حل کرنے۔۔۔ محدود نہیں۔ بلکہ یہاں علم سے مراد تو حید کا اقرار، تسبیح ایمان اور اس حوالے سے تمام مذہبی، روحانی اور اخلاقی پہلوؤں کی: تعلیم ہے۔ دینی علم کا حصول ضروری ہے لیکن ایسا

علم نہیں جو: اسے بندے کو بیگانہ کر دے بلکہ د* اور دین کے* ہی تعلق پ* دے سے* وہ غور و فکر ک* مطالعہ کی افادہ کو ظاہر ک* ہے۔

معیشت کا مسئلہ آ/ چہ اپنی جگہ بہت اہم ہے لیکن اس مسئلہ کے حل کی کوشش میں دین کے معاد 5 کا توازن بہت ضروری ہے۔ اور پھر رزق حلال کا حصول، اس کی کوشش عین عبادت ہے۔

دین اور د* کا توازن ہمیشہ K ن کے پیش آ رہنا چاہیے۔ یہی* ت* A م تعلیم میں بھی ضروری ہے۔ جو امور دینی معاد 5 کو پیچیدہ بنا N۔ ان سے آف لازم ہے۔ ان تمام معاد 5 کی C د کو سمجھنا اور* دے سے* وہ فکری نکات کو، وئے کار لاتے رہنے کا عمل۔ ریس کے لیے% لازم ہے۔ اس کے لیے معلم کی ذہنی استعداد اہم کردار ادا کرتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ "assessment" کس* شے کے تعین کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مراد* ازے کا اطلاق بھی ہے۔ معاشرتی* کی ضرورتیں کیا ہیں۔ اس کی C دیں کن خطوط پ استوار ہیں۔ علم کی ضرورت اور افادہ ہمیں کیونکر ہے۔ تمام سوسائٹی کے منظم ڈھانچے کی تشکیل و تعمیر میں کون کون سے عوامل مددگار ہوتے ہیں۔ اس تمام پہلو کا جائزہ بھی اس مفہوم میں شامل ہے۔

معاشرتی* کی کو بہترین خطوط پ استوار کرنے کے لیے ضروری ہے۔ کہ طلباء کو تعلیم کے ذریعے ایسا علم بھی* جائے۔ کہ سوسائٹی میں رہنا کیسے ہے؟ اس صورت میں ”تعین“ کا وجود مشاہدے کی C دیں ہوگا۔ اور جہاں* کستانی سوسائٹی کا تعلق ہے۔ اس کی صورت حال کا تعین بہترین تعلیم کے حوالے سے ہی کیا جائے گا۔* دے سے* وہ اور بہتر سے بہتر علم کا حصول ہی اسے بہتر* گی/ ارنے کے لائق بنا سکتا ہے۔ نئی* اسی کے ذریعے اپنے کل کے سورج* اشے گی۔ ماضی کا علم لیکر اسے حال کے مطابق ڈھالنا، عملی* گی میں اس سے مدد8 سوسائٹی کے لیے بہت کارآمد ہوگا۔

عہدہ A م تعلیم ہی کسی قوم کے روشن مستقبل کی ضا\$ ہوتا ہے۔ آ/ ہم A م تعلیم اور» ب تعلیم کو آج کے* تقاضوں کے مطابق حقیقت پسندانہ* از میں نہیں* لیں گے۔ تو پھر بہتری کی امید نہیں ہو سکتی، پھر بھوک، افلاس اور بیماری غا (اور محرومی ہمارا مقدر رہے گی۔ یہی وہ گتھی ہے، جسے اہل اقتدار اور اہل علم و دانش نے نہ سلجھا۔ تو پورا معاشرہ زمین بوس ہو جائے گا۔ (۱)

تعلیم کی مختلف اقسام ہیں۔ مثلاً فطری تعلیم، مذہبی تعلیم، ادبی تعلیم، صنعتی تعلیم، سائنسی تعلیم، اور تجارتی تعلیم وغیرہ۔ ابتداء میں K ن کا حصول علم محض فطری مشاہدات*۔ محدود تھا۔ پھر فطرت کے ساتھ ساتھ مذہب کا حوالہ بھی سامنے آ*۔ H۔ اس طرح داخلی اور خارجی* گی میں آ۔ توازن بھی قائم ہوا۔ اور حصول یقین کے لیے داخلی* گی میں بھی علم کی روشنی کا احساس اجا ہوا۔ یہ تو لفظ "assessment" کے حوالے سے آ۔ مجموعی صورت حال کی* ت تھی۔ لیکن تعلیمی نقطہ آ سے دیکھا جائے تو ”تعین“ کے حوالے سے یہ جائزہ بھی8 ضروری ہے کہ استاد، شا، د، درس گاہ،» ب اور درس گاہ کے ماحول کا بھی ”تعین“ کیا جائے۔ کیا موضوع، ضرورت، مواد، تعداد، انتظامی امور اور معیار وغیرہ در & ہتے نہیں۔ کیونکہ یہ تمام عوامل تعلیمی معیار کا

”تقین“ کرتے ہیں۔ اسی سے تعلیم کے ڈھانچے کی کارکردگی اور حصول مقاصد میں بہتری پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اسی تعلیمی ڈھانچے کو پھر عملی صورت سے دو چار کرنے کا سہرا استاد کے سر پہنچتا ہے۔

کامیاب ہنگامی کے لیے علم بہترین ہدف ہے۔ علم کا مقصد دراصل خود کو پہچاننا ہے۔ اپنی پہچان کے ساتھ ساتھ کائنات، حیات اور تمام مخلوقات کی پہچان بھی اسی سے ممکن ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ

”جمہ: ”جس نے اپنے N کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا“

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسا علم کیسے اور کیونکر حاصل کیا جائے۔ Wells جو ماہر تعلیم بھی ہے اس نے علم کے استعمال کے

سات طرہوں کی ۴۴ ہی کی ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ علمی رفتار۔۔ رسائی

۲۔ مسائل کے حل۔۔ پہنچنا

۳۔ *۔ ہی رسائی

۴۔ روشن رسائی

۵۔ سیاسی رسائی

۶۔ متعلقہ رسائی

۷۔ رسائی F تحقیق

یہ تمام طرہ j علم کے ذریعے اصل مقصد کے حصول میں مددگار ہو h ہیں۔ اصل مقصد کا تقین ہو جائے۔ تو علم کے مختلف ذرائع معاون ہوتے ہیں۔ چوہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک۔۔ پہنچنا، اس کی جستجو میں سارا داں رہنا K ن کے لیے۔ ہدف ہوتا ہے۔ تو کھلی تخلیق عالم کے ۴ بھی ہدف * مقصد کے حصول @ بوڈیا H ہے۔ اس پاک ہستی کی طلب اور اس کا سفر بھی ا۔ ہدف ہے۔ ہدف جتنا پاک، بلند اور لامحدود ہوگا۔ علم بھی اسی تنا & سے اعلیٰ وارفع اور بے کنار ہوگا۔ اسلام نے زوال K M کے پیش آ یہ قرار ڈیا۔ کہ K ن کی تعمیر ایسی ہو۔ کہ وہ ارض و سما کی وسعتوں کو تسخیر کر کے شرف K M کی بلندیوں پہ فائز ہو۔ کائنات میں جو کچھ موجود ہے۔ اسے بھی دیکھے اور سمجھے اور جو موجود نہیں۔ اسے دیکھتے کرے۔ اس لحاظ سے علم صرف سنی سنائی *۔ توں۔۔ محدود نہیں۔ بلکہ اس کا سرچشمہ ذاتی تحقیق، جستجو، تجربہ و مشاہدہ ہوتا چاہیے۔ سورہ لقمان میں قرآن پاک کفار کی اس روش کو رد کرتا ہے جن کا طرہ i کاریہ تھا کہ

”جمہ: ”ہم نے تو اس روش پہ اپنے *۔ وَا ب۔ اد کو گامزن کیا ہے۔ ان کے خلاف ہم کیسے کوئی اور طرز عمل اختیار کر h

ہیں“

قرآن پاک اس ۴ ہی تقلید سے روکتا ہے۔ راہ حیات میں آنکھیں کھول کر چلنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اسلام نے K ن کی فکر

کڑا روڈ پبندیوں میں نہیں جکڑا۔ اور نہ ہی اس کے ذوق جستجو پبندی لگائی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے کہ
 ”جمہ:“ ”کیا یہ دیکھتے نہیں کیا یہ عقل نہیں دوڑاتے۔ کیا یہ پیر نہیں کرتے“
 سورہ فرقان کی آ 73 میں مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ
 ”جمہ:“ ”اور۔ # انہیں اللہ کے احکام کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے۔ تو وہ ان احکام پہ # سے بہرے ہو کر نہیں آتے“
 قرآن پاک نے فکر Kl نی کی بوجہ کی ان جہتوں کو مدآ رکھا ہے۔ اور Kl ن کو اس طرف متوجہ کیا ہے۔
 ۱۔ Kl ± نی کی پیدائش اور تخلیق کے راز منکشف کیے ہیں۔ یہ روش Kl ن کے مختلف مرحلوں کی جسمانی، نفسیاتی،
 ذہنی اور روحانی منزلوں کا ذکر ہے۔

۲۔ A م فطرت کا مختلف زاویوں سے مطالعہ کڑا۔ اسی سلسلے کی ای۔ / ی ہے۔

۳۔ کش مکش حیات اور Kl نی رویوں کا ذکر بھی سیکھنے اور سکھانے کے عمل کا % خاص ہے۔

اور جہاں۔ علم کی اہمیت بطور » ب کے ہے۔ تو » ب کا صحیح تعین اور آ ذہنی قوم کی تی میں مددگار ہے۔ اسی کے
 * (۱) طلباء اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو n ہیں۔ تعلیمی اداروں کا A م حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جس میں
 بہترین حکمت عملی دوہرا کردار ادا کرتی ہے۔ ذمہ داری، حکمت عملی اور عملی اقدامات ملکر ہدف کو حاصل کرنے میں معاون ہوتے
 ہیں۔ ملک میں آج کل مختلف تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں۔ پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں کے علاوہ کالج اور یونیورسٹی سطح کی تعلیم
 بھی رائج ہے۔ ان & میں منا & طرح کا » ب تعلیم H ی ہے۔ ان میں ای۔ طرح سے تعلیم یہ ہے کہ مختلف ڈ. 3
 پڑھانے کے ساتھ ساتھ سائنس اور آرٹس کے مضامین پڑھائے جا رہے ہیں۔ انٹرمیڈیٹ کی سطح پر لازمی انگریزی، اردو،
 * پاکستان سٹڈیز اور اختیاری مضامین میں کوئی سے تین مضامین کا انتخاب ضروری ہے۔ اسی طرح ڈی کلاسز کے لیے انگریزی،
 میتھ، ریٹھ، اکنائٹس، سائنسی مضامین، اس کے علاوہ آسٹرونومی اور جیو آئی بھی موجود ہے۔ » ب کی یہ M اور انتخاب
 بہت حد۔ طلباء کی ذہنی استعداد کے مطابق ہے۔ » ب کے رے میں حکمت عملی میں حکومتی سطح پر ذمہ داری کی ضرورت
 ہے۔

”اس وقت ہمیں ایسے اہل بصیرت اور ماہرین تعلیم کی رہنمائی درکار ہے۔ جو ہمیں دور حاضر کے

مقتضیات کے علاوہ اسلامی روڈیت مقتضیات پر پورا لانے والا » ب تعلیم « کریں۔“ (۲)

غیر ملکی اور غیر اسلامی منفی رویے اور A یے اس شدت سے لڑ # از ہوتے ہیں۔ بقول غلام جیلانی۔ ق
 انگریز قوم۔ ڈی ہی ہوشیار قوم ہے۔ ہندوستان پر قابض ہونے کے بعد آ اسے خطرہ تھا تو صرف
 مسلمان سے۔ اس لیے اس نے یہاں ای۔ ایسا » ب تعلیم فذ کیا جس کا لازمی نتیجہ مذہب سے D ت،
 اپنی تہذیب و روڈیت سے بیزاری، روحانی و اخلاقی اقدار سے بے خبری، عظیم اسلاف سے بے تعلقی اور

حیات کی لامقصدی تھی۔ (۳)

چنانچہ ماضی کے یہ تمام تجربے اور پس منظر ہمیں ہمیشہ سامنے رکھ کر چلنا ہے۔ اور جہاں۔۔۔ استاد کی علمی استعداد اور اس کے طریقہٴ ریس کا تعلق ہے تو اس میں بہترین طریقہٴ ریس اور استاد کے کردار کے علاوہ اس کی ذمہ داریوں کا احساس بھی مہیا ہے۔ استاد جس کے کندھوں پر سیل علم کی اور اس کے ساتھ M. اخلاق کی بھی بھاری ذمہ داری عطا ہوتی ہے۔ اب صرف محدود معنوں میں اپنے منصب پر فائز نہیں۔ بلکہ اب وہ ا۔

عقلندہ راہبر، دونوں کے درمیان ا۔ رابطہ، ا۔ نمونہ جستجو کرنے والا، ا۔ مشیر، ا۔ * اعتماد دو & ، تخلیقی قوت کو ابھارنے والا، تخیل کو بیدار کرنے والا، ا۔ • ت دہندہ، ا۔ جانچنے والا، معاشرے کا معمار، ا۔ نگران اور بہت کچھ ہے۔ (۴)

اس حوالے سے پروفیسر حمید احمد خان لکھتے ہیں:

”ا۔ اچھا استاد کلاس روم میں آنے سے پہلے ریس کے لیے سبق کو اچھی طرح تیار کرتا ہے۔ اضافی معلومات کے لیے کئی ا۔ کتب کا مطالعہ کرتا ہے۔“ (۵)

یہ مطالعہ نئے زمانے کی نئی ضرورتوں کے تحت کردار کی تمام ذہنی و روحانی صلاحیتوں کو عملی شکل دینے میں مددگار ہوتا ہے۔ اور اس سے، یہی حقیقت بھلا اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اسلام دینی و دنیاوی دونوں اعتبار سے مطالعہ کی افادگی اور ضرورت پر زور دیتا ہے۔

اسلام علم کو ا۔ وحدت قرار دیتا ہے۔ اور اس وحدت کی جس شاخ میں قسم کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ اس کا مقصد احکام: ا کی تعمیل و تکمیل ہو۔ اور پھر احکامات: ا کی تحت سر بستہ رازوں کا کھوج، کائنات کی تسخیر، K کی فلاح و بہبود کے لیے مختلف علوم کا مطالعہ و استفادہ عین عبادت قرار دیا گیا ہے۔ (۶)

اور یہ ریس عمل کے حوالے سے ا۔ بہترین استاد کا دی وصف ہے۔ قومی تعلیم کے کمیشن کا بیان ہے۔ کہ تعلیم کا کوئی ماس کے استاد سے، نہیں۔ اس کے ہ کی تعلیم کا امریکن کمیشن بیان دیتا ہے۔ کہ اس کے ہ کی کوالٹی کا انحصار، یہی حد۔ ان کی اپنی تعلیم اور علمی معیار سے ہے۔ ماہر تعلیم چھ مشہور اصولوں پر استاد کے علم اور ریس کے طریقہ کار کی در p ہیں۔

۱۔ استاد یہ دے گا کہ وہ تجسس ذہن رکھتا ہو۔

۲۔ حصول علم کی بھی یہ دے گا کہ وہ خواہش رکھتا ہو۔

۳۔ علمی اور عملی مقاصد کو پیش آ رکھتا ہو۔

۴۔ انتقال: ی کی صلاحیت A رکھتا ہو۔

۵۔ تنظیم۔

۶۔ ایثار و قربانی۔ (بے غرضی)

ا/ یہ خصوصیات استاد کے ہمراہ ہیں۔ تو یقیناً وہ حصول علم اور سیل علم کے لیے ڈیہ سے ڈیہ دہ کو شاں رہے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دیکھا جائے کہ کیا استاد تعلیم کے میدان میں ڈیہ سے ڈیہ دہ چیلنجوں کا سامنا کر رہے ہیں۔
درس تہ ریس میں استاد کا صرف استاد ہونا ہی کافی نہیں۔ بلکہ بہترین استاد علم کے ذخیرے کے ساتھ منظر سے ابھرتا ہے۔ صرف مخصوص شعبے کا علم ہی اس کے لیے کافی نہیں۔ بلکہ بہت ضروری ہے۔ یہ ہے کہ وہ جو کچھ پڑھا رہا ہے۔ شا/ دکی دلچسپی، قرار p ہوئے اس کے تمام سوالات و جوابات کی تکمیل کر سکے۔ تشنگی کا پہلو نہ رہے۔ اور شا/ د کے ڈیہ سے ڈیہ دہ جانے کا بہادر تہریہ پیدا کر سکے۔ کلارک اس ضمن میں کہتا ہے کہ استاد کیوں کا ڈیہ سٹی ہے اور طلباء اس کا ڈیہ & ہیں۔ معلموں کا منصب یہ ہے کہ تعلیم کی مختلف منزلوں میں رہنمائی کریں اور تعلیم حاصل کرنے والے کا فرض یہ ہے کہ معلم سے پتہ پوچھتا ہوا علم کے سرچشمے۔۔۔ پنچے۔۔۔ تعلیم کی روح کو اس کے جسم سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ (۷)

& سے اچھی تہ ریس دراصل انقلاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اچھا استاد بہترین جگہ/ معاشرہ اور روشن مستقبل کا معمار ہوتا ہے۔ چنانچہ بہترین لائحہ عمل اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل عوامل کو پیش آ رکھا جائے۔

۱۔ ڈیہ سے ڈیہ دہ حصول علم کی سرائی دانی

۲۔ مای اور ۱۰۰٪ کی خاطر i کا راپٹا۔ کیونکہ علم اور M. پیغمبروں کی میراث ہے۔

۳۔ سیکھنے والے کی عزت N کی سپداری کرنا۔

۴۔ سیکھنے والے کی سطح اور معیار پر خود کو محسوس کرنا۔

۵۔ اپنی قومی، سماجی اور تہذیبی اقدار کو پیش آ رکھنا

۶۔ بے غرض اور پخلوص ہو کر سیل علم میں مشغول ہونا۔

۷۔ تعلیم کی سیل محض روزگار کا مسئلہ نہ بنے۔ اور نہ ہی کوئی تجارتی ذریعہ۔

یہ تمام عوامل اور طر i کا راپٹا استاد اور اچھے طر i تہ ریس کے ضامن بن تہ ہیں۔ علم ہی دراصل وہی دفراہم کھتا ہے۔ جس پ معیار اور صحیح تہ ریس کی عمارت قائم کی جاسکتی ہے۔ اس علم کو تعلیم اسٹا/ ہ کا آ ی پہلو Thetical Knowledge base Professional) کہہ تہ ہیں۔ جب ات خودا۔ وسیع ذخیرہ علم ہے۔ یہ ذخیرہ علم عمل تہ ریس کی وضاحت # بھی ہے۔ اور اس میں رد و بدل کی حدود بھی متعین کرنے کا ہا ہے۔ عملی اور مشقی تہ ریس اس وسیع ذخیرہ علم کے بغیر بے معنی ہو جاتی ہے۔

تقریباً ممالک میں جہاں تعلیم کے ضمن میں بہت سارے مسائل ہوا۔ وہاں اساتذہ کی عمومی تعلیم اور تعلیمی صلاحیتوں کے رے میں بھی نئے رجحانات متعارف کروائے گئے ہیں۔ مثلاً، طا 6 میں A سے کم سطح کی تعلیمی صلاحیت A کے حامل افراد ریس کے پیشہ اختیار نہیں کرتے۔ اسی طرح امریکہ اور آسٹریلیا میں بھی استاد کے لیے پیشہ وارانہ تعلیم و بہت ضروری ہے۔ اور قومی سطح کے بعض امتحانات اس حوالے سے پس کڑی ضروری ہیں۔ تعلیمی ذمہ داریوں کے حوالے سے امریکہ میں تعلیم اساتذہ کے ضمن میں چاروں اہم خاص طوبہ متعارف کروائے گئے ہیں مثلاً

۱۔ طلباء کی سماجی، نفسیاتی اور جسمانی کیفیت کا علم رکھنا

۲۔ N مضمون مکمل عبور اور دسترس

۳۔ A یہ تعلیم کا علم رکھنا

۴۔ مشق ریس

اس طرح ریس عمل کے لیے ایضاً ضابطہ اور ضرورت کا اہتمام کیا گیا۔ ریس عمل کے حوالے سے ماضی، حال اور مستقبل، تینوں زمانوں کے فکر و آ، تجربے اور مشاہدے کو بھی بے پناہ اہمیت حاصل ہے۔ اس فکر و آ کی وراثت میں وقت کے وائس، خلیفوں، درویشوں، زاہدوں اور آ کا کردار اہم رہا ہے۔ سوائے O کے ہر طبقہ فکر کے Aیت و تصورات میں وقت کے ساتھ ساتھ رد و ل کی ضرورت رہتی ہے۔ اس لیے مستقبل کے رے میں بہتر آراء اور منصوبہ بندی کی تجویز و مشاہدات، فلسفیانہ دلائل اور سائنسی طرز استدلال کی روشنی میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس حوالے سے مطالعہ کی گہرہ مستقبل کی مستقبلیات سے بھی بندھی ہوئی ہے۔ Kیکلو پیڈیا آف سوشل سائنس کے مطابق ماضی کے عمیق مطالعہ اور حال کی حقیقت کی روشنی میں مستقبل کے معاشرہ میں متوقع تبدیلیوں کی ضرورت کا احساس مستقبلیات (Futurology) کہلاتا ہے۔ کرشن کمار نے 1989ء میں مستقبلیات کو ایضاً تحریر کیا۔ جو یورپ اور شمالی امریکہ میں 1950ء میں فیوڈلزم کے طور پر سامنے آئی۔ اسی طرح ورڈ کائنات نے فیوڈلزم کو ایضاً روپیہ تحریر کیا۔ جس کا مرکزی نقطہ مستقبل ہے۔

اس تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ استاد کی 60% حاصل کردہ ڈیگری سند F مطالعہ ہی ریس عمل کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ ماضی، حال اور مستقبل کی وسعتوں میں گہرائی کا بہاؤ ہر لمحہ اپنی ضرورت کے مطابق رد و ل اور 60% ہاؤ کی صورت آگے بڑھتا ہے۔ اور مطالعہ کا وجود بھی ہر لمحہ اس بہاؤ کا خوشہ چین رہتا ہے۔ کہ بچوں کو وہ علمی رزق میسر آئے۔ جس سے ان کے ذہنوں کی پرواز میں کچھ ہی نہ آئے۔ یوں تو تقریباً تمام اہل علم اور اہل کمال نے اپنے اپنے طوبہ مطالعہ کی اہمیت اور اس کی طاقت کے پہلو کو اجاگر کیا ہے۔ لیکن اس ضمن میں ارسطو کا حوالہ اس لیے اہم ہے کہ وہ اپنی اکیڈمی میں اساتذہ کرام کے لیے 30 روپیہ سے 30 روپیہ مطالعہ کرنے کے لیے موقع فراہم کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی اکیڈمی سے فارغ التحصیل طلباء بہت حد تک صاحب علم بن کر نکلتے تھے۔ ایسے ہی صاحب کمال مطالعہ کو اپنی 30 روپیہ کا خاص بنا کر ذہنی و روحانی صحت مند اقدار کے داعی بن گئے۔

اس طرح مشاہدہ، تجربہ اور مطالعہ کی تکون سے ریسی عمل میں یقیناً انہی ہاتھوں سے پھر معجزے سرزد ہوتے تھے۔ یہ ریسی عمل کا گواہ ہے۔ قابل فخر تسلسل تھا۔ جس کی پیروی کو اس حوالے سے ضروری سمجھا۔^۸ Albert Einstein لکھتا ہے:

Learning is the begining of wealth. Learning is the begining of health. Searching and learning is where the mirecle process are beings.(8)

یہی دور حاضر کا ہے۔ اہم ترین مسئلہ ہے کہ ریسی عمل کی کمزوری دیں اب شاید کوئی معجزہ دکھانے میں نہ نچھ ہوگئی ہیں۔ لہذا مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں بہت حد تک اس کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ اے وی۔ ڈاکٹر، A م تعلیم کا مرکز، اردو، صفحہ 125
- ۲۔ محمد الحسن بخاری، سید، ”اکیسویں صدی اور تعلیمی تیاری“، مشمولہ ”قومی تعلیمی مسائل“، م ادارت، ڈاکٹر محمد اہیم خالد، پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد، شری، پبلیکیشننگ پریس، 43، نسبت روڈ، لاہور، جولائی 2001ء، 394
- ۳۔ غلام جیلانی، ق، ڈاکٹر، ”مسائل نو“، شیخ غلام علی اینڈ سن، کراچی، طبع سوم، 1953ء، صفحہ 19
- ۴۔ عبدالرؤف قریشی، پاکستان میں قومی A م تعلیم کا جائزہ اور تعلیمی تیاری کے لیے تجاویز، ”قومی تعلیمی مسائل“، م ادارت، ڈاکٹر محمد اہیم خالد، پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد، شری، پبلیکیشننگ پریس، 43، نسبت روڈ، لاہور 2001ء، صفحہ 89
- ۵۔ حمید احمد خان، پروفیسر، تعلیم و تہذیب، مشمولہ مجموعہ خطبات و مقالات، مجلس قادیان، لاہور مارچ، 1975ء، صفحہ 291
- ۶۔ محمد مجیب، پیش لفظ ”تعلیمی خطبات“، از ڈاکٹر ذاکر حسین، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، 1952ء، ص 08
- ۷۔ محمد اہیم خالد، ڈاکٹر، نو آموز استاد کے مسائل ”مشمولہ قومی تعلیمی مسائل“، پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد، شری، پبلیکیشننگ پریس، 43، نسبت روڈ، لاہور، 2001ء، ص 399

۸۔ Albert Einstein, Google custom search,

www.motivatingquotes.com/knowledge.htm